153

Digitized by Khilafat Library Rabwah

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

نحمدہ و نصلی علی رسولہ الکریم

اللہ نور السموٰت والارض مثل نورہ کمشکوٰۃ فیہا

مصباح

احمدی خواتین کا
مذہبی علمی اور ادبی
ماہوار رسالہ

قادیان دار الامان سے ہر مہینہ کی ۱۵ پندرہ تاریخ کو شائع ہوتا ہے

جلد ۱۴ — نمبر ۱۲-۱۳

مرتبہ
عبد المجید ← بی۔اے (آنرز)

چندہ سالانہ دو روپے

بابت ماہ نومبر و دسمبر سنہ ۱۹۴۰ء

Digitized by Khilafat Library Rabwah

مصباح کے متعلق ایک ضروری گزارش

مصباح کی مالی حالت ایک عرصہ سے مخدوش چلی آرہی تھی۔ مگر اب تو بقایا داران کی سخت غفلت کی وجہ سے مصباح موت وحیات کی کشمکش میں مبتلا ہے۔ اگر جماعت کی مخلص خواتین اپنے اس واحد رسالہ کی طرف توجہ کریں۔ اگر وہ خوابِ غفلت سے بیدار ہو کر اس کی خریداری کا حلقہ وسیع کریں۔ اور اگر اس کی مالی اعانت کی طرف وہ دلی شوق سے متوجہ ہوں تو یقیناً اس رسالہ کا کامیابی سے چل نکلنا کوئی بڑی بات نہیں تھی۔ مگر جب حالت یہ ہو۔ کہ وہ اڑھائی آنہ ماہوار چندہ دینا بھی بعض طبائع پر گراں گزرتا ہو۔ تو رسالہ کیسے چلے، اور کیونکر وہ اپنے اخراجات کو پورا کرے۔ جنگ کی وجہ سے کاغذ کی قیمت ڈگنی ہو چکی ہے۔ طباعت کے اخراجات بھی بڑھ گئے ہیں۔ مگر افسوس ہے۔ کہ مصباح کی مالی حالت پہلے سے بھی بدتر ہوتی جا رہی ہے۔ سالِ حال کے آغاز سے مصباح کے سائز میں تبدیلی کر دی گئی تھی۔ اور خیال تھا۔ کہ بہنیں اپنے اس رسالہ کی طرف زیادہ توجہ کریں گی۔ مگر سائز کی تبدیلی کی وجہ سے ہماری مشکلات میں تو اضافہ ہو گیا۔ لیکن افسوس کہ بہنوں کے اندر کوئی احساس پیدا نہ ہوا۔ اور انہوں نے اپنے اس فرض کو قطعاً نہ پہچانا۔ جو ان پر عائد ہوتا تھا۔ اب اس اعلان کے ذریعہ یہ درخواست کی جاتی ہے۔ کہ مہربانی فرما کر اپنا اپنا بقایا جلد ادا کیا جائے۔ (مینیجر)

پُرمسرّت تقاریب

۸۔ ماہ فتح کو حضرت میر محمد اسحٰق صاحب کی صاحبزادی سیدہ بیگم صاحبہ کی تقریب رخصتانہ عمل میں آئی۔ ان کا نکاح ۷۔ ماہ تبوک کو حضرت امیر المومنین ایدہ اللہ تعالیٰ نے ملک عمر علی صاحب بی۔ اے سے پڑھا تھا۔ اِس موقعہ پر دعا کے لئے زنانہ خانہ میں مستورات کا۔ اور کوٹھی کے وسیع صحن میں مردوں کا بہت بڑا اجتماع ہوا۔ حضرت میر محمد اسحٰق صاحب نے ایک مفصل مضمون جو مرد و عورت کے حقوق و فرائض کے متعلق ہے اور دوسری جگہ درج ہے پڑھا۔ اس میں ازدواجی تعلقات کے متعلق اسلامی نقطۂ نگاہ پیش کیا گیا ہے۔ حضرت امیر المومنین ایدہ اللہ تعالیٰ نے بھی اس موقعہ پر مختصر تقریر فرمائی۔ وہ بھی اسی پرچہ میں درج ہے۔ پھر تمام مجمع سمیت دعا فرمائی۔ ہم اس مبارک تقریب پر حضرت میر محمد اسحٰق صاحب اور بیگم صاحبہ حضرت میر صاحب کی خدمت میں مبارکباد پیش کرتے ہیں۔ نیز ملک عمر علی صاحب کو بھی مبارکباد عرض کرتے ہیں۔ وہ اس سعادت پر جس قدر بھی فخر کریں۔ بجا ہے۔

۱۷۔ ماہ نبوت کو حضرت مولوی شیر علی صاحب کی صاحبزادی کے رخصتانہ کی تقریب عمل میں آئی۔ ان کا نکاح ۷۔ ماہ تبوک کو مولوی عبد المنان صاحب ایم۔ اے خلف حضرت خلیفۃ المسیح اول رضی اللہ عنہ کے ساتھ حضرت امیر المومنین ایدہ اللہ تعالیٰ نے پڑھا تھا۔ اس تقریب میں بھی حضرت امیر المومنین ایدہ اللہ تعالیٰ شریک ہوئے۔ ہم اس تقریب پر حرم حضرت خلیفہ اول رضی اللہ عنہ۔ دیگر افرادِ خاندان نیز حضرت مولوی صاحب [illegible] عمر علی صاحب [illegible] خدمت میں مبارکباد عرض کرتے ہوئے دعا کرتے ہیں۔ کہ اللہ تعالیٰ اس تعلق کو ان کے لئے اور ان کے خاندان کے تمام افراد کے لئے خیر و برکت کا موجب بنائے۔ ہمیں دعا کرنی چاہیئے کہ اللہ تعالیٰ ان ہر دو تعلقات کو موجب برکات و حسنات بنائے آمین۔

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم نحمدہٗ و نصلی علیٰ رسولہ الکریم

ملفوظات حضرت امیر المومنین ایدہ اللہ تعالیٰ

مہر کتنا ہونا چاہیئے

۸۔ ماہ فتح ۱۳۱۹ ہش (۸ دسمبر ۱۹۴۰ء) حضرت میر محمد اسحاق صاحب کی صاحبزادی کی تقریب رخصتانہ کے موقعہ پر حضرت میر صاحب نے نکاح کے متعلق اسلامی نقطۂ نگاہ پیش کرتے ہوئے ایک مضمون پڑھا۔ جو اسی رسالہ میں دوسری جگہ درج کیا گیا ہے۔ اس میں بیان کردہ ایک امر کے متعلق سیدنا حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالیٰ نے حسب ذیل تقریر فرمائی:۔

Digitized by Khilafat Library Rabwah

میں اس وقت کوئی تقریر کرنے کے لئے نہیں کھڑا ہوا۔ بلکہ ایک امر کی وضاحت کرنا چاہتا ہوں۔ تاکہ کوئی غلط فہمی نہ رہے۔ اور یہ بات صاف ہو جائے:۔

میر صاحب نے اپنے مضمون میں ہماری ہمشیرہ مبارکہ بیگم صاحبہ جو نواب محمد علی خان صاحب رئیس مالیر کوٹلہ سے بیاہی ہوئی ہیں۔ کے مہر کے متعلق یہ بیان کیا ہے۔ کہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے نواب صاحب سے ان کی دو سال کی آمد کے برابر مہر مقرر کروایا تھا معلوم ہوتا ہے۔ میر صاحب کو اس واقعہ کا علم نہیں۔ اصل واقعہ یہ نہیں۔ کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے نواب صاحب کی دو سال کی آمد کے برابر مہر مقرر کروایا تھا۔ بلکہ واقعہ یوں ہے۔ کہ جب ہماری ہمشیرہ کے مہر کا سوال اُٹھا۔ تو حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے مہر موجودہ مہر سے بہت کم تجویز فرمایا تھا۔ اس پر نواب صاحب نے حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کو بتایا۔ کہ ریاست مالیر کوٹلہ میں خوانین کے متعلق یہ قانون ہے۔ کہ ان کے بعد ان کی بیویوں اور لڑکیوں کو شرعی حصہ نہیں دیا جاتا۔ ہاں مہر جس قدر ہو۔ وُہ ادا کیا جاتا ہے۔ اس لئے مجھے اجازت دی جائے۔ کہ اپنی جائداد کی موجودہ قیمت کے لحاظ سے۔ بیں ورثہ کے برابر رقم مہر میں شامل کردوں تا اس شرعی حق کے ادا کرنے سے قاصر نہ رہوں۔ چنانچہ اس تجویز کے مطابق ہمشیرہ کا مہر مقرر کیا گیا۔ پس اس پر مہر کے عام قاعدہ کا قیاس کرنا درست نہیں:۔

حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے فعل کی تشریح کرنے کے بعد میں یہ بتاتا ہوں۔ کہ میں نے

مہر کی تعیین چھ ماہ سے ایک سال تک کی آمد کی ہے یعنے مجھ سے اگر کوئی مہر کے متعلق مشورہ کرے۔ تو میں یہ مشورہ دیا کرتا ہوں۔ کہ اپنی چھ ماہ کی آمد سے ایک سال کی آمد بطور مہر مقرر کر دو۔ اور یہ مشورہ میرا اس امر پر مبنی ہے۔ کہ اللہ تعالےٰ نے حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام سے "الوصیت" کے قوانین میں دسویں حصہ کی شرط رکھوائی ہے۔ گویا اسے بڑی قربانی قرار دیا ہے۔ اس بناء پر میرا خیال ہے۔ کہ اپنی آمدنی کا دسواں حصہ باقی اخراجات کو پورا کرتے ہوئے مخصوص کر دینا معمولی قربانی نہیں۔ بلکہ ایسی بڑی قربانی ہے۔ کہ جس کے بدلہ میں ایسے شخص کو جنت کا وعدہ دیا گیا ہے۔ اس حساب سے ایک سال کی آمد جو گویا متواتر دس سال تک کی آمد کا دسواں حصہ ہوتا ہے۔ بیوی کے مہر میں مقرر کر دینا مہر کی اغراض کو پورا کرنے کے لئے بہت کافی ہے بلکہ میرے نزدیک انتہائی حد ہے:۔

"الوصیت" کے ارشاد کے علاوہ قرآن مجید سے بھی اس کی تائید ملتی ہے۔ چنانچہ قرآن مجید میں حضرت موسےٰ علیہ السلام کے آٹھ سال بطور مہر کام کرنے کا ذکر آتا ہے۔ اور انہیں بڑھا کر دس سال کام کرنے کی بھی اجازت ہے۔ گویا اس واقعہ میں بھی آٹھویں حصہ بلکہ دسویں حصہ کی آمد کو اللہ تعالےٰ نے انتہائی قربانی سے تعبیر کیا ہے۔ کیونکہ اس سے یہ مراد تو نہیں۔ کہ اس آٹھ یا دس سال کے عرصہ تک حضرت موسےٰ علیہ السلام خود کچھ کھاتے پیتے اور پہنتے نہیں تھے۔ ظاہر ہے۔ کہ حضرت موسےٰ علیہ السلام کے خسر اُن کے اور اُن کی بیوی کے اخراجات ادا کرتے ہونگے ان اخراجات کو ادا کرنے کے بعد یہی کہا جا سکتا ہے کہ جس تنخواہ کے حضرت موسےٰ علیہ السلام حقدار تھے اس کا دسواں حصہ بطور امانت ان کے خسر کے پاس رہتا تھا۔ اور اسے انہوں نے لڑکی کا مہر قرار دیا تھا:۔

غرض اصل واقعہ یہ ہے۔ اس لئے میں نے ضروری سمجھا۔ کہ میں اس غلط فہمی کو دُور کر دوں۔ کہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے ہماری ہمشیرہ مبارکہ بیگم صاحبہ کا مہر پچپن ہزار نہیں باندھا تھا۔ بلکہ یہ مہر نواب صاحب نے خود بندھوایا تھا۔ اور وہ بھی اس وجہ سے کہ ریاستی قانون کے مطابق ہمشیرہ کو نواب صاحب کی جاگیر میں سے ورثہ نہیں مل سکتا تھا:۔

Digitized by Khilafat Library Rabwah

"مصباح" احمدی خواتین کا ایک ہی رسالہ ہے پس کیا ان کا فرض نہیں۔ کہ اپنے واحد رسالہ کو نہ صرف خود خریدیں۔ بلکہ اپنے حلقۂ اثر میں اس کی خریداری کی تحریک کریں:۔

مصباحی بہنوں کو چاہئے۔ کہ مصباح کی اعانت کی طرف خاص توجہ فرمائیں:۔

خوشی کی تقاریب پر مصباح کی مالی اعانت کو ملحوظ رکھنا احمدی خواتین کے فرائض میں سے ہے:۔

نکاح کے متعلق اسلامی نقطۂ نگاہ

(از حضرت میر محمد اسحاق صاحب)

حضرت میر محمد اسحاق صاحب نے حسب ذیل مضمون اپنی صاحبزادی سیدہ بیگم صاحبہ کی تقریب رخصتانہ پر اس مجمع میں پڑھا۔ جو اس موقعہ پر دُعا کرنے کے لئے ہُوا تھا:۔

Digitized by Khilafat Library Rabwah

خدا تعالےٰ نے اس موجودہ دُنیا کے شروع میں اس کرّہ ارض پر ہمارے باپ آدم اول کو پیدا کیا۔ اور جنتِ عدن میں رہنے کے لئے انہیں جگہ عنایت کی۔ اور ہر قسم کے پھل پھول اور پَودے مہیا فرمائے۔ اور سوائے شجرۂ ممنوعہ کے ہر پھل کی انہیں اجازت عطا فرمائی۔ مگر باوجود ہر قسم کی نعمتوں کے حضرت آدمؑ کا دل بالکل نہ لگا۔ اور وُہ سوخت اداس رہنے لگے۔ تب ہمارے حکیم خدا نے آدم کی پسلی سے حوّا پیدا کی۔ اور اُسے آدم سے بیاہ دیا۔ اور اس طرح انسانی کائنات میں پہلا جوڑا ظہور پذیر ہوُا۔ اور تب آدم کا دل اس جنتِ ارضی میں لگ گیا۔ ایک ہم جنس ساتھی کے ملنے سے اُس کی اداسی جاتی رہی۔ اور وُہ ہنسی خوشی اپنی زندگی گزارنے لگا۔ یہ واقعہ توراتؔ میں بھی ہے۔ اور احادیث میں بھی۔ اس واقعہ سے ہم اس نتیجہ تک پہونچتے ہیں۔ کہ خدا کی عمیق در عمیق حکمتوں نے یہی چاہا۔ کہ انسان اپنے ایک ہم جنس ساتھی کے بغیر پایۂ تکمیل تک نہ پہونچے۔ اور وُہ مکمل تبھی ہو۔ جب ایک سے دُو ہوں۔ کیونکہ خدا کی وحدت نے یہ گوارا نہ کیا۔ کہ دُنیا میں کوئی چیز اس کی طرح محض واحد اور خالص منفرد ہو۔ اس لئے اس نے انسان کو بھی جوڑا بنایا۔ جیسا کہ وُہ خود فرماتا ہے:۔

سُبْحَانَ الَّذِیْ خَلَقَ الْاَزْوَاجَ کُلَّھَا مِمَّا تُنْبِتُ الْاَرْضُ وَمِنْ اَنْفُسِھِمْ وَمِمَّا لَا یَعْلَمُوْنَ۔ یعنی سوائے خدا تعالےٰ کی ذات بابرکات اور اس کے وجود باجُود کے باقی تمام کائنات میں ہر چیز جوڑا جوڑا ہے۔ اور منفرد ہونا محض خاصۂ خداوندی اور خصوصیتِ ایزدی ہے۔ پس آدم اور حوّا عالم انسانی کا پہلا جوڑا ہیں۔ جن سے یہ ساری دُنیا آباد ہُوئی۔ اور قیامت تک آباد رہے گی۔ اور ہم سب خواہ گورے ہوں۔ یا کالے۔ زرد ہوں۔ یا سانولے۔ وحشی ہوں یا متمدن سب کے سب آدم اور حوا کی اولاد ہیں۔ جیسا حکیم و علیم خدا فرماتا ہے:۔

خَلَقَکُمْ مِّنْ نَّفْسٍ وَّاحِدَۃٍ وَّخَلَقَ مِنْھَا

زَوْجَهَا وَبَثَّ مِنْهُمَا رِجَالًا كَثِيرًا وَّنِسَاءً

یعنی اے لوگو! ہم نے تم سب کو نفسِ واحدہ یعنی آدم سے پیدا کیا۔ اور اُس سے اس کی بیوی پیدا ہوئی اور پھر دونوں سے یہ انسانی دُنیا منودار ہوئی۔ اور مردوں میں آدم کی۔ اور عورتوں میں حوّا کی فطرت مرکوز کی گئی ؛

مرد کو عورت کی احتیاج

ہم سب مرد اپنے باپ آدم کی طرح اس دُنیا میں خواہ وُہ ہمارے لئے جنتِ عدن ہی کیوں نہ ہو۔ اداس اور غمگین رہتے ہیں۔ جب تک کہ ہماری ہم جنس۔ ہماری ہڈی اور پسلی سے پیدا شدہ ساتھی یہ زندگی گزارنے کے لئے ہمیں بطور رفیق نہ ملے اور ہمارے قوٰے اور جذبات کی خشونت کبھی تسکین نہیں پاسکتی۔ جب تک کہ جنس لطیف کی لطافت اس سے مل کر حالتِ اعتدال پیدا نہیں کرتی۔ جیسا کہ وُہ ہستی جس نے اپنے ہاتھ سے ہم سب کی فطرتوں کو خمیر کیا ہے۔ فرماتی ہے :-

وَمِنْ اٰيٰتِهٖٓ اَنْ خَلَقَ لَكُمْ مِّنْ اَنْفُسِكُمْ اَزْوَاجًا لِّتَسْكُنُوْٓا اِلَيْهَا وَجَعَلَ بَيْنَكُمْ مَّوَدَّةً وَّرَحْمَةً ۭ اِنَّ فِيْ ذٰلِكَ لَاٰيٰتٍ لِّقَوْمٍ يَّتَفَكَّرُوْنَ۔

مرد و عورت کے تعلقات پر مذہب کی پابندیاں

پس مرد کی طبیعت میں عورت کی رغبت اور اس کی فطرت میں جنس لطیف کی احتیاج مرکوز ہے۔ اور اس کے تمام جذبات تبھی پورے ہوتے ہیں۔ جبکہ اُسے وجودِ نسوانی حاصل ہو۔ لیکن جس طرح انسان کے تمام جذبات۔ خواہشات اور طبعی میلانات پر عقل، اور مذہب کی حکومت اور ضبط ہے۔ اسی طرح یہ آرزو۔ یہ تمنا۔ یہ خواہش اور یہ فطرت بھی بے لگام کام نہیں کرسکتی۔ بلکہ اس کے لئے بھی کچھ قواعد و ضوابط۔ کچھ حدُود اور پابندیاں ہیں۔ اور تمام سچے مذاہب نے اپنے اپنے زمانہ میں اس جذبہ پر چند قیود عائد کیں۔ اور سب سے آخر اسلام کا دَور آیا اور وُہ وقت آگیا۔ کہ سب زمانے ایک زمانہ کی طرح سب قومیں۔ ایک قوم کی طرح اور سب تمدن ایک تمدن کی طرح ظہور پذیر ہونے لگے۔ تب اس عالمگیر مذہب نے مرد و زن کے تعلقات پر بھی ایسی تفصیل۔ ایسی تکمیل اور ایسی عمدگی کے ساتھ قیود عائد کیں کہ اب قیامت تک کسی نئے ضابطے کی ضرورت نہیں۔ اور نہ اسلامی ضابطہ میں کسی ترمیم کی حاجت ہے۔ آج اسلام کے سوا تمام مذاہب اس امر کے محتاج ہیں۔ کہ وُہ اپنے وقتی قوانین کو غیر مذاہب کی حکومتوں کے ذریعہ تبدیل کرائیں کہیں ہندو بیوہ وراثت حاصل کرنے کے لئے انگریزی اسمبلیوں کا دروازہ کھٹکھٹاتی ہے۔ اور کہیں مصیبت زدہ خاوند اور مظلوم بیوی فریقِ ثانی کے جور و ستم سے بچنے کے لئے طلاق اور خلع کے قوانین پاس کرانے کے درپے ہیں۔ یہ کیوں؟ اس لئے کہ دیگر مذاہب عالمگیر نہ تھے۔ اور نہ قیامت تک کے لئے ان کا دَور تھا۔ بلکہ وُہ مختص المکان اور مختص الزمان تھے۔ اس لئے ان کی تعلیمیں وقتی اور ان کے قواعد عارضی تھے لیکن

Digitized by Khilafat Library Rabwah

156

اسلام ساری دُنیا کے لئے اور سارے زمانوں کے لئے ہے۔ نہ اس کا مکان محدود۔ اور نہ اس کا زمانہ عارضی۔ اس لئے اس کے تمام قواعد غیر متبدل اور اس کی تعلیمیں غیر منسُوخ۔ اور اس کے سب ضابطے غیر فانی ہیں ؛۔

ممنوُع رشتے

اسلام نے سب سے پہلے اس امر کا اظہار فرمایا ہے کہ بے شک مرد عورت کے لئے اور عورت مرد کے لئے ضروری ہے۔ لیکن کچھ عورتیں کچھ مردوں پر اور کچھ مرد کچھ عورتوں پر حرام ہیں۔ اس لئے قرآن حکیم نے چوتھے پارہ کے آخر اور پانچویں پارہ کے شروع میں ایک فہرست دی ہے۔ کہ یہ یہ رشتے حرام ہیں۔ کچھ بسبب اس کے کہ وُہ خالص تعظیم کی جگہ ہیں۔ مثلاً مائیں۔ نانی دادیاں وغیرہ اور کچھ اس لئے کہ وُہ محض خورد اور ہر صورت میں شفقت و تربیت کی جگہ ہیں۔ جیسے بیٹیاں۔ پوتیاں۔ نواسیاں وغیرہ۔ اور کچھ اس لئے کہ اپنے سے بزرگوں کی تعظیم میں خلل اندازی ہوتی ہے۔ جیسے باپ دادا کی بیویاں یعنی سوتیلی مائیں وغیرہ۔ اور کچھ اس لئے کہ اپنے سے چھوٹوں کے حق میں دخل اندازی ہوتی ہے۔ جیسے بہوئیں وغیرہ۔ اور کچھ اس لئے کہ گو وُہ مساوی رشتہ رکھتی ہیں مگر یہی بہتر ہے۔ کہ ان کی شادی غیروں میں ہو۔ تا کہ یہ مرد ان کے حقوق کی نگہداشت کر سکیں۔ اور ان کے خاوندوں سے جھگڑ سکیں۔ جیسے بہنیں وغیرہ ؛۔

اسلامی نکاح کی شرائط

پس قرآن حکیم نے بہت سے رشتے مختلف حکمتوں کی وجہ سے حرام قرار دیئے ہیں۔ اس حرمت کے اظہار کے بعد فرمایا۔ وَ اُحِلَّ لَکُمْ مَا وَرَآءَ ذٰلِکُمْ۔ یعنی ان چند رشتوں کے سوا باقی تمام عورتیں دُنیا کے تمام مردوں کے لئے جائز ہیں۔ مگر کچھ شرائط کے ساتھ۔ اور وُہ شرائط یہ ہیں :۔

اَنْ تَبْتَغُوْا بِاَمْوَالِکُمْ مُحْصِنِیْنَ غَیْرَ مُسٰفِحِیْنَ

نیز فرمایا:۔ فَانْکِحُوْهُنَّ بِاِذْنِ اَهْلِهِنَّ وَاٰتُوْهُنَّ اُجُوْرَهُنَّ بِالْمَعْرُوْفِ مُحْصَنٰتٍ غَیْرَ مُسٰفِحٰتٍ وَّلَا مُتَّخِذٰتِ اَخْدَانٍ۔ یعنی اسلامی نکاح کی چار بڑی شرائط ہیں :۔

اوّل۔ کہ مرد کی حیثیت کے مطابق مہر مقرر ہو ؛۔

دوم۔ یہ کہ یہ معاہدہ ہو۔ کہ یہ تعلق ہمیشہ کے لئے ہوگا۔ نہ کہ میعادی ؛۔

سوم یہ کہ علے الاعلان یہ معاہدہ ہو۔ نہ کہ خفیہ۔

چہارم۔ یہ کہ یہ تعلق نکاح کی تمام اغراض پر مشتمل ہوگا۔ نہ صرف شہوت رانی اور وقتی جذبہ کے فرو کرنے پر ؛۔

حق مہر

اس کے بعد فرمایا:۔ فَمَا اسْتَمْتَعْتُمْ بِهٖ مِنْهُنَّ فَاٰتُوْهُنَّ اُجُوْرَهُنَّ۔ یعنی عورت رخصتانہ کے بعد پورے مہر کی حقدار ہو جاتی ہے۔ ہاں اگر وُہ آگے چل کر عمر بھر میں کسی وقت بھی اپنی مرضی سے خلع یعنی حاکم وقت کے ذریعہ خاوند کے نکاح سے آزاد ہونا چاہے۔ اور مرد کا اس میں قصور نہ ہو۔ تو وُہ رقم مہر کی اس عورت کو واپس کرنی ہوگی ؛۔

پس مہر نہ تو پنجاب کے جاہلوں کی رسم کے مطابق ۳۲ روپیہ تا ۳۲ ٹکہ ہے۔ اور نہ ہندوستان کے شیخی خوروں

Digitized by Khilafat Library Rabwah

کی طرح غریب سے غریب کے لئے بھی ایک ایک لاکھ روپیہ بلکہ وہ خاوند کی حیثیت کے مطابق ایسی گراں بہار رقم ہے کہ خاوند نہ تو معمولی معمولی بات پر طلاق دے کر اپنی بیوی کو جُدا کر سکے۔ اور نہ عورت معمولی سے عذر پر اپنے خاوند سے جُدا ہو کر وہ رقم واپس کر سکے۔ بلکہ وہ ایسی رقم ہونی چاہیئے۔ کہ جس کا ادا کرنا خاوند کے لئے ممکن تو ہو۔ مگر کافی مشقت سے ممکن ہو۔ تاکہ وہ ڈرتا رہے۔ کہ اگر میں نے طلاق دی۔ تو یہ رقم تو میرے ہاتھ سے گئی۔ اور آئندہ اور نکاح کے لئے پھر مجھے ایک زرِ خطیر خرچ کرنا پڑیگا اسی طرح عورت یہ سمجھ کر کہ اگر میں نے بلا وجہ طلاق لی تو مجھے یہ رقم کثیر واپس کرنی پڑے گی:۔

پس ہمارے حکیم شارع کی پُر حکمت شرع نے مہر کو وہ رقم قرار دیا ہے۔ کہ جو خاوند اور بیوی کے درمیان ساری عمر معلق رہے۔ یعنی رخصتانہ کے بعد عورت کا حق ہے۔ کہ اسے پوری رقم مل جائے۔ لیکن عمر بھر میں خلع کی صورت میں اس کے لئے اس کا واپس کرنا ضروری ہے۔ پس کیا عجیب اور کیا مفید قانون ہے۔ کہ نکاح جیسے معزز معاہدہ کو قائم رکھنے کے لئے ایک مسلح چوکیدار کا کام دیتا ہے:۔

قرآن مجید کے اس پُر حکمت قانون کی رُوح کو دُنیا میں قائم رکھنے کے لئے اس زمانہ کے امام ہمام سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے اپنی صاحبزادی نواب مبارکہ بیگم سلمہا اللہ تعالےٰ کا مہر اُن کے معزز شوہر نواب محمد علی خان صاحب رئیس مالیر کوٹلہ کی دو سال کی پوری آمدنی تجویز فرمایا اور وَاٰتَیْتُمْ اِحْدٰھُنَّ قِنْطَارًا پر عمل کر کے دُنیا کے لئے اسوہ حسنہ قائم فرمایا۔ لیکن افسوس ہے۔ کہ پنجاب کے مسلمانوں نے تفریط کی راہ اختیار کی کہ ایک امیر الامراء کا مہر بھی ۳۲ روپے رکھا جاتا ہے اور یو۔ پی کے مسلمانوں نے افراط کا طریق اختیار کیا۔ کہ ایک غریب الغرباء کا مہر بھی ایک لاکھ روپیہ باندھا جاتا ہے۔ حالانکہ ہماری حکیم شرع کا ایک عام اصل یہ ہے کہ لَا یُکَلِّفُ اللّٰہُ نَفْسًا اِلَّا وُسْعَھَا۔ نیز وَعَلَی الْمُوْسِعِ قَدَرُہٗ وَعَلَی الْمُقْتِرِ قَدَرُہٗ

نکاح کے اغراض

اس کے بعد قرآن حکیم نے اس مسئلہ کو لیا ہے کہ نکاح کے اغراض کیا ہیں۔ چنانچہ قرآن مجید کی آیات کی رُو سے نکاح کے چند اغراض یہ ہیں:۔

(۱) طبعی تقاضوں کو پورا کرنا۔ اور تمام جذبات اور جوشوں کو تسکین دینا۔

(۲) مرد کے لئے عورت اور عورت کے لئے مرد کا وجود بطور محرم راز ہونا۔ کیونکہ ہر شخص بالطبع چاہتا ہے۔ کہ کوئی ایسا مخلص معتبر راز دان شخص ہو۔ جو میرے گلے۔ شکوے سنے۔ اور مجھے خیر خواہی کا مشورہ دے:۔

(۳) توالد و تناسل کے ذریعہ بنی نوع انسان کو دُنیا میں قائم رکھنا:۔

(۴) اپنے تقوے کو قائم رکھنا۔ اور غضِ بصر کو قائم کرنا

(۵) خاوند کا اپنے سے کمزور پر شفقت کی مشق کرنا اور عورت کا اپنے مربی کی اطاعت کی مشق کرنا وغیرہ:۔

عورت اور مرد کے حقوق

اس کے بعد قرآن مجید نے عورت کے حقوق جو اس

Digitized by Khilafat Library Rabwah

157

کے خاوند کے ذمہ ہیں۔ اور خاوند کے حقوق جو عورت کے ذمہ ہیں۔ بیان فرمائے ہیں۔ جن کا خلاصہ یہ ہے۔ کہ:- وَلَهُنَّ مِثْلُ الَّذِي عَلَيْهِنَّ۔ یعنی مرد جو کچھ اپنی بیوی کی طرف سے چاہتا ہے۔ مثلاً محبت۔ خلوص۔ اطاعت۔ خاکساری۔ پاکبازی اور وفاداری وغیرہ۔ وُہی اسے چاہیئے۔ کہ اپنی بیوی کے حق میں بھی عملی نمونہ بن کر دکھائے۔ یہ نہیں۔ کہ وُہ یہ تو چاہے۔ کہ میری بیوی غیر مرد کو نہ دیکھے۔ مگر خود غیر عورتوں کو دیکھتا پھرے۔ یا وُہ یہ تو خواہش رکھے۔ کہ میری بیوی میری باتیں تو مانے۔ میری خدمت کرے۔ اور میری دلجوئی کا طریق اختیار کرے۔ مگر خود اُسے نہ بیوی کی دلجوئی کا خیال ہو۔ نہ اُس کے آرام و آسائش کا۔ اسی طرح وُہ یہ تو خواہش کرے۔ کہ میری بیوی سارا دن گھر میں رہے اور بلا ضرورت اپنی سہیلیوں وغیرہ کے گھر نہ جائے۔ مگر خود رات کے بارہ بارہ بجے تک باہر اپنے دوستوں کی بیٹھکوں پر بھٹکتا پھرے اسی طرح یہ تو آرزو رکھے۔ کہ میری بیوی میرے ماں باپ کی خدمت کرے۔ میرے اعزہ و اقارب سے عزت سے پیش آئے مگر خود اپنی بیوی کے اقارب سے ملنا تک گوارا نہ کرے۔ غرض ولھن مثل الذی علیھن میں خاوند کے سامنے ایسی جامع اور مکمل سکیم رکھدی ہے۔ کہ اگر مرد اس پر عمل کریں۔ تو یقیناً مسلمان گھرانے بہشت بن جائیں۔ اور سچ مچ ہم لوگ وَلِمَنْ خَافَ مَقَامَ رَبِّهٖ جَنَّتَانِ کا مصداق ہو کر یہاں بھی جنت میں داخل ہوں۔ دیکھو۔ کیسا مختصر مگر کیسا مکمل جملہ ہے۔ لفظوں کی رُو سے ایک انچ بھی نہیں۔ مگر مضمون کے لحاظ سے عرضھا السمٰوٰت والارض کے مطابق زمین و آسمان کو اپنے اندر لئے ہُوئے ہے۔ کہ اے مرد تو جس سلوک کی اپنی بیوی سے توقع رکھتا ہے۔ تجھے بھی چاہیئے۔ کہ وُہی سلوک اپنی بیوی سے خود کرے۔

مرد کو عورت پر فضیلت

لیکن باوجود اس مساوات اور دوستانہ تعلقات کے پھر خالق فطرت ایک گھر میں دو شخصوں کو بالکل مساوی حیثیت دینا۔ اور کسی کو سینیئر اور کسی کو جونیئر نہ بنانا ناممکن العمل خیال کرتے ہُوئے فرماتا ہے۔ وللرّجال علیھنّ درجۃ۔ یعنی بے شک دُنیا کی گاڑی دو پہیوں سے چلتی ہے۔ جن میں سے ایک مرد اور ایک عورت ہے۔ اور بے شک ولھنّ مثل الّذی علیھن۔ یعنی جو حقوق مرد کے عورت پر ہیں۔ وہی عورت کے مرد پر بھی ہیں۔ مگر ایک گھر میں دو مساوی حیثیت کے دو شخص انتظام نہیں کر سکتے۔ ضرور ایک کو دوسرے پر فوقیت ہونی چاہیئے۔ اس لئے وللرّجال علیھنّ درجۃ یعنی گھر کے انتظام میں مرد سینیئر اور عورت جونیئر ہے۔ پھر مرد کے سینیئر ہونے اور عورت کے جونیئر ہونے کی وجہ بیان کرتے ہُوئے فرماتا ہے۔ اَلرِّجَالُ قَوّٰامُوْنَ عَلَى النِّسَاءِ۔ یعنی مرد کو عورت پر ایک گونہ حکومت کا اختیار ہے۔ اور اس کی دو وجہیں ہیں۔ اوّل یہ کہ بما فضّل اللّٰہُ بعضھم علٰی بعض۔ یعنی قدرت نے مرد کو قد و قامت۔ عقل و خرد نشو و نما وغیرہ میں عورت کے مقابلہ میں افضل بنایا ہے دوم یہ کہ وبما انفقوا یعنی گھر چلانے کے لئے ذرائع آمد پیدا کرنے کا بار مرد پر ڈالا ہے۔ پس جو قدرتاً قد و قامت اور قویٰ میں مضبوط ہو اور قانوناً آمد پیدا کرنا اسی کے ذمہ ہو

Digitized by Khilafat Library Rabwah

یقیناً خرچ کرنے اور گھر چلانے میں اس کی آواز عورت کی آواز پر اور اس کا منشاء عورت کے منشاء پر اور اس کا ارادہ عورت کے ارادہ پر فائق ہونا چاہیئے۔ اس لئے

فَالصّٰلِحٰتُ قٰنِتٰتٌ حٰفِظٰتٌ لِّلْغَيْبِ بِمَا حَفِظَ اللّٰهُ

یعنی نیک عورتیں وُہ ہیں۔ جو اپنے خاوند کی فرمانبردار اور اس کے مال اور بال بچوں کی محافظ اور اس کی خیر خواہ اور اس کے حق میں وفادار ہوں ۔

اسلام کی فضیلت

غرض قرآن حکیم نے نکاح کے معاملہ کو ایسے تفصیلی احکام اور قواعد وضوابط کے ساتھ بیان کیا ہے۔ کہ اس کی نظیر کسی اور مذہب میں نہیں ملتی۔ اور آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اس مکمل ضابطہ کو اپنے عمل سے ایسے رنگ میں دُنیا کے سامنے پیش کیا ہے۔ کہ اس کی نظیر کسی اور نبی میں دستیاب نہیں ہوتی۔ اور قرآن حکیم کے قانون اور رسول کریم کے عملی نمونہ کو سامنے رکھ کر ہم مسلمان دُنیا کی کسی قوم کے سامنے کسی مسئلہ میں بھی شرمندہ نہیں۔ لیکن دُنیا کی باقی تمام قومیں اس ایک نکاح کے معاملہ ہی کو لے لو۔ اور صرف مرد وزن کے تعلقات ہی پر سرسری نظر ڈالو۔ تو مسلمانوں کے سامنے آنکھ اُٹھا کر دیکھنے کی جُرأت نہیں کرسکتیں۔ کیا وُہ قوم جو یہ مذہب رکھتی ہے۔ کہ بیوہ عورت دوبارہ شادی نہ کرے۔ بلکہ نیوگ کے مسئلہ پر عمل کرے۔ ہم مسلمانوں کے سامنے آنکھ اٹھا سکتی ہے نہیں اور ہرگز نہیں۔ کیونکہ باوجود ہزار بحث ومباحثہ کے اگر اس قوم کا عمل ہے۔ تو نکاح بیوگان پر اور تنفر اور بیزاری ہے۔ تو نیوگ کے مسئلہ سے۔ کیا پھر وُہ قوم جو خلع کی منکر ہے۔ ہم مسلمانوں کے منہ آسکتی ہے جبکہ آج وُہ یہ کوشش کر رہی ہے۔ کہ کسی طرح سات سمندر پار سے آنیوالے ملیچھ انگریز ان کی عورتوں کو یہ حق دیں۔ کہ وُہ ظالم یا پاگل یا بدکار یا دائم المرض یا نامرد خاوند سے علیٰحدہ ہوسکیں۔ پھر کیا وُہ قوم جو طلاق کا انکار کرتی ہے۔ ہم کو منہ دکھا سکتی ہے جبکہ وُہ یہ چاہتی ہے۔ کہ کاش ایسا قانون پاس ہوجائے۔ کہ انکے مرد اپنی بدکار اور دائم المرض یا پاگل بیویوں کو اپنے حبالۂ عقد سے جدا کر سکیں۔ پھر کیا وُہ قومیں جو مرد کے لئے صرف ایک بیوی کی پابندی لازمی قرار دیتی ہیں۔ ہم مسلمانوں کا مقابلہ کرسکتی ہیں۔ جبکہ وُہ یہ جانتی ہیں۔ کہ مرد ایک عورت سے شادی کرکے جو بانجھ۔ اور بچے پیدا کرنے کے قابل نہیں۔ ہمیشہ کے لئے اولاد سے محروم ہوجاتا ہے حالانکہ اگر تعدد ازواج کی اجازت ہو۔ تو پہلی بیوی کو بھی گھر میں رکھ کر دوسری بیوی سے اولاد حاصل کی جاسکتی ہے نیز حیض ونفاس اور ایام حمل میں تقوےٰ کے قیام کے لئے ایک بیوی سے رُک کر دوسری عورت سے شادی کرکے کوئی مرد اپنے تقوےٰ کو قائم رکھنا چاہے تو یقیناً سچا مذہب اُسے اجازت دینے میں حق بجانب ہوگا۔ یا ایک بچوں والی عورت اپنے بچوں کو لے کر اپنے وطن میں رہنا چاہتی ہے۔ اور خانگی ضروریات کا بھی یہ تقاضا ہے۔ کہ وُہ اپنے بچوں کو لے کر اپنے وطن میں رہے۔ مگر اسکے خاوند کی ملازمت یا کاروبار کا تقاضا ہے کہ وُہ ۱۰ یا ۵ سال کے لئے دُوسرے ملک میں جا کر رہے۔ ایسی صورت میں اگر اس کا خاوند ایک اور شادی کرلے۔ تو یقیناً عقل اور سچا مذہب اسے اجازت دینے کے لئے تیار ہیں غرض ایک نکاح کے مسئلہ ہی میں اسلام کے مقابل میں کوئی مذہب نہیں ٹھہر سکتا۔ پس ہم مسلمانوں کو خدا کا ہزار ہزار شکر ادا کرنا چاہیئے کہ اس نے ہمیں کامل مذہب۔ کامل کتاب اور کامل نبی کے ماننے کی توفیق عطا فرمائی اور ہم آج دُنیا کی کسی قوم کے سامنے شرمندہ نہیں۔ ہاں دُنیا کی تمام قومیں ہمارے سامنے شرمندہ اور سرنگوں ہیں ۔

Digitized by Khilafat Library Rabwah

نسوانی حقوق

(۸)

حفاظت حقوق یا مطالبہ حقوق انسان کا پیدائشی حق ہے۔ نہ اس سے کسی کو انکار ہے نہ کوئی اس سے روکتا ہے۔ مگر میں یہ معلوم کرنا چاہتی ہوں۔ کہ بہنو! جب آپ حقوق کی آواز اٹھاتی ہیں تو اسوقت آپ کے مدنظر کس قسم کے حقوق ہوتے ہیں۔

اس لئے کہ جو حقوق آپ کو اسلام دے چکا ہے اس سے بڑھ کر تو کوئی آپکو کیا دیگا۔ اب اگر آپ انہیں حقوق کو زندہ کرنے کا ارادہ کرتیں تو پوچھنے کی ضرورت نہ تھی۔ مگر آپ انکو بحال کرانے کا تو نام نہیں لیتیں بلکہ یونہی "حقوق حقوق" کا غلغلہ جاری ہے۔ اس لئے مجھے بتلائیں کہ کون سے حقوق آپ کے پیش نظر ہیں۔

(۱) کیا وہ جو اہل یورپ نے عورت کو دیئے ہیں اور جنہیں حاصل کر کے بھی فریقین کو کسی پہلو آرام نہیں اور لوگ باوجود حصول مدعا بے اطمینانی کی آگ میں جل رہے ہیں۔

(۲) یا وہ جو اہل ہنود نے اپنی مستورات کو دے کر انہیں پکٹنگ کا کام سپرد کر کے۔۔ بچوں کو ماؤں کی شفقت بھری گود سے محروم کر دیا۔

(۳) یا مستورات کے ناموں کے ساتھ مختلف "ٹائیٹل" آراستہ کر کے انہیں اپنا مدمقابل بنا کر۔ گھروں کو حوالہ بخدا کرتے ہوئے ایک دوسرے سے سبقت لیجانے میں سرگرم ہو گئے۔

(۴) یا مسلمانوں کی اس قلیل تعداد کی ہم نوائی چاہتی ہیں جنہوں نے بزعم خود عورت کی وقعت بڑھانے کے لئے اسے بے نقاب کرنے کی ٹھان لی ہے۔

بتلائیے! ان میں سے کون سے حقوق کی آپ طلبگار ہیں؟ آخر معلوم تو ہو۔ کہ یہ حقوق کا راگ کس نوعیت کا ہے۔

میں تو کبھی خیال نہیں کر سکتی۔ کہ ان حقوق میں سے کسی کی بھی آپ آرزومند ہوں۔ خدا نہ کرے۔

اچھا اس پر اپنے خیالات آئندہ قسط میں ظاہر کروں گی انشاءاللہ

امۃ الحفیظ بیگم شمیم از برما

Digitized by Khilafat Library Rabwah

جون آف آرک

ہمارا ارادہ ہے کہ ان مشہور خواتین کے متعلق جو اپنے زمانہ میں آسمان شہرت پر ثریا بن کر چمکیں ایک سلسلہ مضامین شروع کریں۔ اگر خواتین نے اسے پسند کیا اور اللہ تعالےٰ نے چاہا تو یہ سلسلہ انشاءاللہ جاری رہے گا۔ خواتین کو چاہئے۔ کہ وہ اسلامی تاریخ کا مطالعہ کر کے ان مشہور مسلمان خواتین کے متعلق مضامین لکھیں جنہوں نے اپنے علم وفضل ہمت وجوانمردی اور عقل وفہم سے طبقہ نسوان کو سربلند کیا۔

ایڈیٹر

سرزمین فرانس کا سینہ آج جرمنی کے ٹینکوں کی یلغار سے شق ہو چکا ہے۔ آزاد فرانس اب جرمنی کا غلام ہے۔ یہ سب اہل فرانس کی کوتاہیوں۔ لغزشوں۔ عیش پرستیوں اور دوں ہمتی کا نتیجہ ہے۔ لیکن کیا یہ عبرت کا مقام نہیں۔ کہ یہی سرزمین جو اسوقت فرانسیسیوں کے باہمی افتراق اور پست ہمتی کے باعث اپنی آزادی عملی طور پر کھو چکی ہے اسے آج سے پانچسو برس قبل ایک دیہاتی لڑکی نے دوسروں کے پنجوں سے آزاد کرایا تھا۔

یہ دیہاتی لڑکی جون آف آرک تھی۔ اس کی پیدائش ۶ جنوری ۱۴۱۲ء کو ایک قصبہ ڈومریمی میں ہوئی۔ قدرت کی نیرنگیاں دیکھئے۔ کہ اس کو

158

علم حاصل کرنا نصیب ہی نہیں ہوا۔ ہاں سینا پرونا اور کاتنا اسے سکھایا گیا۔ بچپن ہی میں وہ ہر وقت غور وفکر میں ڈوبی رہتی تھی۔ وہ گوشہ تنہائی میں رہنا پسند کرتی۔ اور فرانس کی حالت پر غور وفکر کرتی۔ وہ درد بھرے دل اور اشک آلود آنکھوں سے فرانس کی خستہ حالت کے متعلق جو انگریزوں کے حملوں نے کر رکھی تھی۔ دعائیں کیا کرتی۔ اس گہرے غور وتدبر کے نتیجہ میں اس کے دل میں یہ خیال جاگزین ہوگیا۔ کہ خدا نے اسے اپنے ملک کو دشمن کے پنجہ سے نجات دلانے کے لئے پیدا کیا ہے۔ قومی تسلّی کے ان ایام میں لوگوں میں قصوں کی بناء پر یہ خیال رائج تھا کہ جو حکومت ایک عورت (ملکہ ازابیلا) نے کھوئی ہے۔ اسے ایک کنواری لڑکی دوبارہ حاصل کریگی اس خیال نے بھی جوآن کی ہمت بڑھائی۔ اور اسے اپنے متعلق یہ یقین ہوگیا۔ کہ وہی اس کام کو سرانجام دیگی جب اس نے لوگوں کو اپنے اس مشن کے متعلق کہنا شروع کیا۔ تو لوگوں نے ہنسی اڑائی۔ لیکن اس استقلال کی پتلی نے ہمت نہ ہاری۔ حتیٰ کہ اپنے بادشاہ ڈافن کے دربار میں باریابی حاصل کرنے میں کامیاب ہوگئی۔ ڈافن بالکل ہمت ہار چکا تھا۔ جوآن کی باتوں سے گو وہ زیادہ متاثر نہ ہوا۔ لیکن اس نے اس خیال سے کہ شاید اس لڑکی کی کوششیں امید کی آخری کرن ثابت ہو۔ فوج کی کمان اس کے سپرد کردی۔

جوآن نے مردانہ لباس زیب تن کیا۔ اور اس کے اوپر زرہ بکتر پہنی اور گھوڑے پر سوار ہوگئی علم لیا اور فوج کو لے کر روانہ ہوگئی۔ اس وقت انگریزوں نے آرلینز کا محاصرہ کر رکھا تھا جوآن کے سامنے اس وقت دو باتیں تھیں۔ اور اسی سے اس کے تدبر کا پتہ لگ سکتا ہے۔ اول یہ کہ آرلینز جو فوجی نقطہ نگاہ سے بہت اہمیت رکھتا تھا۔ انگریزوں کا محاصرہ اٹھا دیا جائے۔ دوم یہ کہ ریمز کے مقام پر ڈافن کی تاجپوشی کی رسم ادا کی جائے تا سیاسی طور پر ایک ایسا نقطہ مرکزی قائم کیا جائے جس کے گرد لوگ جمع ہوکر اپنی قوت کو مرتکز کرسکیں۔ جوآن کی مقناطیسی قوت نے بڑے بڑے بہادروں کو اس کا گرویدہ بنا دیا۔ اس کے ارادہ کی پختگی اور عزم کی بلندی نے فوجیوں پر اسکی شخصیت کا سکہ بٹھا دیا۔ اور ان میں زندگی کی ایک نئی روح ڈالدی۔ گویا ساری فوج ایک نئے قالب میں ڈھل گئی۔ اور منہ زور اور سرکش لوگ اس کے اس طرح تابع فرمان ہوگئے۔ کہ گویا سرکشی ان میں کبھی موجود ہی نہ تھی۔ ۲۹۔ اپریل ۱۴۲۹ء کو وہ آرلینز میں داخل ہوئی۔ ایک ہفتہ کی لڑائی کے بعد اس نے انگریزوں کو محاصرہ اٹھا دینے پر مجبور کر دیا۔ ۸ مئی کو انگریز وہاں سے پسپا ہوگئے۔ چشم زدن میں جنگ کا پانسہ پلٹ گیا۔ فرانس کی مردہ روح جاگ اٹھی۔ پیٹے کی لڑائی ٹرائز اور شالنز اور بہت سے دوسرے شہروں کی فتح نے جوآن کی اس خواہش کے پورا ہونے کے لئے راستہ صاف کر دیا کہ بادشاہ کی ریمز کے مقام پر تاجپوشی کی جائے۔

لڑائیوں کی کوفت نے جوآن کی جسمانی صحت پر تو اثر ڈالا۔ لیکن اس کے ارادوں کے قلعہ کو یہ مصائب کیونکر سر کر سکتے تھے۔ اس کے دو کاری زخم آئے۔ لیکن اس نے اسوقت تک دم نہ لیا۔ جب تک کمزور دل ڈافن کی ریمز کے مقام پر تاجپوشی کی رسم ادا نہ کرلی۔ اس واقعہ سے اس کے مشن کا ایک حصہ کامیابی سے ختم ہوگیا۔ چنانچہ اسوقت اس نے واپس جانا چاہا۔ لیکن نہ جا سکی۔ شاہ چارلس نے اس کی خدمات کے عوض اسے انعام چاہنے کے لئے کہا۔ جوآن نے کہا۔ کہ ڈومریمی کو ٹیکس سے آزاد کر دیا جائے۔ بادشاہ نے اسے فوراً منظور کرلیا۔ چنانچہ کئی سال تک اس قصبہ کے لوگ ٹیکس سے آزاد رہے۔

جوآن کا اب مقصد یہ تھا۔ کہ وہ پیرس کو فتح کرے۔ لیکن بادشاہ اور اس کے درباری متذبذب اور متامل تھے۔ بادشاہ کی مردہ روح میں زندگی پیدا کرنا اس کے بس کی بات نہ تھی۔ چنانچہ اس کو اس بات کا سخت صدمہ ہوا۔ کہ ایک آدمی کی نالائقی اس کام کی سرانجام دہی

Digitized by Khilafat Library Rabwah

Digitized by Khilafat Library Rabwah

میں روک ثابت ہو رہی ہے جس کے لئے اسے پیدا کیا گیا تھا۔ تاہم وہ فرانسیسی فوج کی کمان کرتی رہی۔ اور بہت سی لڑائیاں کیں انجام کار ۱۳ مئی ۱۴۳۰ء کو اس نے کمپین کو جو انگریزی اور برگنڈی کی فوجوں نے محصور کر رکھا تھا۔ فتح کیا۔ کمک کے لئے کرسپی کو واپس ہو کر پھر کمپین آئی۔ لیکن ۲۲ مئی کو جبکہ وہ بیرس کی طرف ایک دستہ لئے جا رہی تھی۔ گرفتار ہو گئی۔ چنانچہ کچھ عرصہ اسے بیولیو اور بیورداٹر کے مقام پر جیل میں رکھنے کے بعد اسے نومبر میں جین ڈی لکسمبرگ نے غنیم کے ہاتھوں فروخت کر دیا۔ وہاں سے اسے اراس لایا گیا۔ اراس سے روئن۔ اور اس کا معاملہ ایک عدالت کے سپرد کر دیا گیا۔ عدالت نے اسے بت پرستی۔ کفر چرچ کی حکم عدولی۔ مذہب کی توہین وغیرہ کا مجرم قرار دیا۔ اسے سخت ایذائیں دی گئیں۔ تا اسے اس امر کے اعتراف پر مجبور کیا جائے۔ کہ اس کا یہ دعویٰ کہ اسے خدا نے فرانس کی نجات کے لئے پیدا کیا اور یہ کہ اس نے اس قسم کی رؤیا دیکھے۔ محض افترا اور جھوٹ ہے۔ججوں نے اسے وعدے بھی دلائے کہ اگر وہ اس امر کا اقرار کرلیگی تو اسے چھوڑ دیا جائیگا۔ جون نے بادل ناخواستہ جب اس امر کا اقرار کر لیا۔ تو وہ اپنے وعدے بھول گئے۔ اور اسے ساری عمر قید کی سزا دیدی۔ اس پر جون کی غیرت نے پھر جوش مارا۔ اور اپنے اعتراف کو واپس لے لیا اور کہا۔ کہ اس سے موت بہتر ہے۔ جون کے جرائم میں ایک جرم یہ بھی تھا۔ کہ اس نے مردانہ لباس پہنا۔

۳۰ مئی ۱۴۳۱ء کو یہ دیہاتی لڑکی انیس سال کی عمر میں زندہ جلادی گئی۔ اس فیصلہ کے پچیس سال کے بعد پوپ کلیکٹس سوم نے اس فیصلہ کی دوبارہ نظر ثانی کی۔ اور یہ قرار دیا کہ وہ بارہ الزامات جو جون کے خلاف عاید کئے گئے تھے جھوٹے تھے۔ لہذا وہ فیصلہ غلط تھا چنانچہ برسرعام اس فیصلہ کی دھجیاں اڑائی گئیں لیکن جون لوگوں کے دلوں میں اس سے قبل ہی

ایک مذہبی افسانہ

۲

ناصرہ اور بلقیس کی ملاقات کو دو ہفتے ہونیکو تھے۔ اس اثناء میں بلقیس کی طرف سے کامل سکوت رہا۔ ناصرہ نے بھی کسی مصلحت کی بناء پر اسے چھیڑنا پسند نہ کیا کہ ایک دن صبح صبح بلقیس کے ملازم کے ذریعہ سے ناصرہ کو خبر ملی کہ بلقیس آج کسی وقت مذہبی بحث کے لئے آنا چاہتی ہے۔ ناصرہ نے یہ سنکر حضرت اقدس کی چند کتب اپنے کمرے میں نشست کی جگہ پر رکھیں تاکہ بوقت ضرورت آسانی سے حوالے وغیرہ بلقیس کو دکھا سکے۔

شام کے چار بجے کے قریب بلقیس معہ اپنی چچیری بہن محمودہ کے ناصرہ کے ہاں آئی ناصرہ نے ان ہردو کا پر خلوص استقبال کیا اور تواضع سے پیش آئی بلقیس نے ناصرہ اور محمودہ کا تعارف کرایا اور کچھ دیر معمولی گفتگو ہوتی رہی۔ پھر محمودہ بولی کہ بلقیس تم تو کہتی تھیں کہ آج ناصرہ کے ساتھ مذہبی گفتگو ہوگی۔ جس کے لئے میں نے خوب تیاری کرلی ہے۔ اور آج احمدیت کے ڈھول کا پول کھول دوں گی۔ مگر تم تو مذہب کی طرف آتی ہی نہیں ناصرہ محمودہ کے یہ الفاظ سنکر سمجھ گئی کہ بلقیس احمدیت کے خلاف کافی زہر اگلنا چاہتی ہے۔ اور بزعم خود وہ فاتح کہلانے کی بھی شیدائی معلوم ہوتی ہے۔

بلقیس بولی کہ ہاں میں تو اسی لئے آئی ہوں۔ مگر ناصرہ بہن اس طرف آتی ہی نہیں۔

ناصرہ (مسکراکر) بلقیس تم مجھے سمجھانے اور بزعم خود فتح حاصل کرنے آئی ہو۔ لہذا پہل تمہیں ہی کرنی چاہئے۔

بلقیس۔ اچھا اگر یہ بات ہے۔ تو پھر بتایئے۔ کہ آپ لوگ یہ دعوے

کرتے ہیں۔ کہ ہم مسلمان ہیں۔ خدا اور اس کے رسول کو ہم مانتے ہیں لیکن مرزا صاحب نے خود نبوت کا دعویٰ کیا ہے۔ حالانکہ آنحضرتؐ کے بعد نبوت قطعی بند ہے۔ جس کی تصدیق یہ آیت قرآنیہ کرتی ہے کہ ما کان محمد ابا احد من رجالکم ولکن رسول اللہ وخاتم النبیین۔ اس آیت میں خدا تعالیٰ نے آنحضرتؐ کو خاتم النبیین قرار دیا ہے۔ اب بتایئے کہ آپ کے بعد نبوت کا دعوےٰ کرنیوالا کہاں تک حق بجانب ہو سکتا ہے۔

ناصرہ! بلقیس یہ تو تمہیں بھی اقرار ہوگا۔ کہ قرآن کریم کو سب سے بڑھ کر جاننے والے خود آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم ہی تھے تو جو آیت آپ نے پیش کی ہے۔ اس کے معنے جو آپ نے لئے ہیں وہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے ہرگز نہیں لئے ثبوت اس کا یہ ہے کہ یہ آیت سنہ ۵ ہجری میں نازل ہوئی تھی اور حضور کے صاحبزادہ ابراہیم نے سنہ ۱۰ھ میں جب وفات پائی تو آپ کے جنازے پر آپ نے فرمایا لو عاش ابراھیم لکان صدیقا نبیا یعنی اگر ابراھیم زندہ رہتا تو ضرور نبی ہوتا اب بتایئے اگر اس آیت کا مطلب وہی ہوتا جو آپ نے لیا ہے۔ تو کیا رسول اللہ ﷺ یہ فرماتے کہ خواہ ابراہیم زندہ بھی رہتا تب بھی نبی نہ ہوتا حضور کا یہ فرمانا کہ ابراہیم اگر زندہ رہتا تو نبی ہوتا یہ ظاہر کرتا ہے۔ کہ اس آیت کا مطلب یہ ہے کہ آپ پر نبوت کے تمام کمالات ختم ہیں۔ اور آئندہ کوئی بھی نبی ایسا نہیں ہوگا۔ کہ جو آپ کی لائی ہوئی شریعت کو منسوخ کرے آئندہ جتنے بھی نبی ہوں گے۔ وہ حضورؐ ہی کے طفیل حضورؐ ہی کے فیضان اور قوت قدسیہ کی برکت سے ہوں گے یعنی وہ سب حضورؐ کے متبع ہوں گے۔ پس اس قسم کی نبوت جاری ہے۔ اور تا قیامت رہے گی اور یہی دعویٰ حضرت مرزا صاحب کا بھی ہے یعنی کہ حضرت اقدس نے جو کچھ پایا وہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کی برکت سے اور آپ کی غلامی کی وجہ سے پایا جیسا کہ حضور خود بھی فرماتے ہیں کہ خدا تعالیٰ کی مصلحت اور حکمت نے آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے افاضۂ روحانیہ کے کمال کو ثابت کرنے کے لئے یہ رتبہ بخشا کہ آپ کی قوت قدسی مجھے نبوت کے مقام تک پہنچایا۔ میرے خیال میں اب آپ خاتم النبیین کے معنے سمجھ گئی ہوں گی۔

بلقیس! آپ نے جو حدیث پیش کی ہے۔ اس سے تو معلوم ہوتا ہے۔ کہ ابراہیم فوت ہو گئے اور نبوت بھی انہیں نہ ملی تو معلوم ہوا کہ ان کی وفات میں بھید یہی تھا۔ کہ نہ وہ زندہ رہیں اور نہ نبی ہوں تا کہ نبوت کا دروازہ بند رہے۔

ناصرہ! تو گویا آپ کے نزدیک ابراہیم نے خدا سے زبردستی نبوت لینی تھی۔ بس اس ڈر سے خدا نے انہیں وفات دیدی کہ کہیں جو دروازہ میں نے بند کیا ہے وہ کھول نہ لیں۔

بلقیس! لیکن خاتم النبیین کے معنے تو یہی معلوم ہوتے ہیں۔ کہ نبوت ختم ہو گئی۔ اگر یہ معنے نہیں تو پھر آپ بتایئے کہ لفظ خاتم کے کیا معنے ہوئے۔

ناصرہ! خاتم جب بفتح تا ہو تو اس کے تین معنے ہوتے ہیں۔ انگوٹھی۔ آخر۔ مہر۔ اب سنیئے انگوٹھی کا کام یا تو زینت ہوتی ہے۔ اور یا انگلی کا احاطہ کرنا تو معلوم ہوا کہ آنحضرت تمام نبیوں کی زینت ہیں۔ یعنی اگر آپ نہ ہوتے تو جو قصر نبوت کا تیار ہونا تھا۔ وہ نامکمل رہتا جو کہ بسبب نامکمل رہنے کے خوبصورت نہیں ہو سکتا تھا۔ دوسرا یہ کہ آپ نے تمام انبیاء کے کمال کا احاطہ کیا ہوا ہے۔ یعنی کوئی کمال کسی نبی میں نہیں۔ جو آپ میں نہ پایا جاتا ہو اس سے بھی ثابت ہوا کہ اگر کسی نبی کے فیض سے اسکی امت میں سے نبی ہوئے ہوں گے تو آنحضرت کے فیض سے بھی نبی ضرور پیدا ہوں گے۔

اب آخر کے معنے یہ ہیں کہ تمام صاحب شریعت نبی گزر چکے۔

Digitized by Khilafat Library Rabwah

اور آپ ان سب کے آخر میں ہیں۔ گویا تشریعی نبوت آپ پر ختم ہے حضور نے خود بھی آخر کے معنے یہی لئے ہیں۔ فرمایا فانی آخر الانبیاء و ان مسجدی آخر المساجد ذرا غور تو کرو۔ کہ کیا آنحضرت کی مسجد کے بعد دنیا میں اور مسجدیں نہیں بنیں اگر بنی ہیں۔ تو پھر آخر المساجد کا کیا مطلب ہوا۔

تیسرے یہ کہ مہر تصدیق کے لئے لگائی جاتی ہے۔ ایک کارڈ پر مہر لگی ہوئی یہ ثابت کرتی ہے۔ کہ ڈاکخانہ سے ہو کر آیا ہے۔ اگر کارڈ پر مہر نہ ہوگی تو ڈاکخانہ کی تصدیق نہ سمجھی جائیگی تو معلوم ہوا کہ آپ نبیوں کی مہر ہیں۔ آئندہ جس نبوت پر آپ کی مہر ہوگی وہی قابل تسلیم ہوگی۔ دوسری نہیں گویا آپ کی امت میں سے نبی ہو سکتے ہیں۔

بلقیس! مگر حدیث میں یہ بھی تو آیا ہے لا نبی بعدی اس کا مطلب آپ کیا لیں گی۔ جب رسول اللہ نے فرمایا کہ میرے بعد نبی کوئی نہیں۔

Digitized by Khilafat Library Rabwah

ناصرہ۔ اس کا مطلب وہی ہوگا۔ جو آپ لا فتی الا علی اور لا سیف الا ذوالفقار کا لیں گی کیا حضرت علی رض کے بعد دنیا میں کوئی جوان نہیں ہوا یا ذوالفقار کے سوا اور تلواریں دنیا میں نہیں بنیں۔ پس جو مطلب اس کا ہوگا۔ وہی اس حدیث کا بھی ہوگا۔

بلقیس کیا آپ قرآن سے ایسی آیتیں دکھا سکتی ہیں۔ کہ جن سے نبوت کا اجراء ثابت ہوتا ہو۔

ناصرہ کیوں نہیں قرآن پاک میں ایک جگہ نہیں کئی جگہ اس کا ثبوت موجود ہے۔ پہلے تو سورہ فاتحہ کو لیجئے اس میں خدا تعالیٰ نے یہ دعا سکھلائی ہے کہ اھدنا الصراط المستقیم صراط الذین انعمت علیھم یعنی مومن انسان یہ دعا کریں۔ کہ اے ہمارے خدا تو ہمیں وہ رستہ دکھا جو سیدھا ہو ان لوگوں کا راستہ جن پر تو نے انعام کیا انعام پانے والوں میں سے سب سے بڑھ کر درجہ انبیاء کا ہے۔ اور جو انعام انہیں ملا وہ نبوت ہے۔ اگر اس انعام کو ہی خدا نے بند کرنا تھا۔ تو پھر یہ دعا ہی کیوں سکھائی تھی۔ پس معلوم ہوا کہ اس دعا کا سکھایا جانا اسبات کا ثبوت ہے۔ کہ آئندہ نبوت جاری ہے یعنی یہ انعام جو منعم علیہ گروہ کو ملا وہ آئندہ طلب کرنے والوں کو بھی ملے گا۔

دوسرا ثبوت اجرائے نبوت کا یہ ہے۔ کہ قرآن پاک میں فرمایا۔ واذ ابتلی ابراھیم ربہ بکلمات فاتمھن قال انی جاعلک للناس اماما قال ومن ذریتی قال لا ینال عھدی الظالمین (بقرہ ۱۵) یعنی کہ جب خدا تعالیٰ نے ابراہیم کا امتحان لیا اپنے کلمات کے ساتھ تو اسنے اسے پورا کیا تو فرمایا کہ میں تجھے لوگوں کے لئے امام بناؤں گا۔ ابراہیم نے کہا کیا میری اولاد کو بھی فرمایا کہ میرا یہ عہد ظالموں کو نہیں پہنچے گا۔ یعنی بناؤں گا تو ضرور لیکن ظالموں کو نہیں۔ جب وہ لوگ جن کے لئے نبوت طلب کی گئی تھی ظالم ہو جائیں گے تو پھر ان سے نبوت چھین لی جائیگی۔ اب ابراہیمی سلسلہ جو آنحضرتؐ میں منتقل ہو گیا تو یقینی امر ہے کہ اس میں نبوت بھی جاری ہے مسلمان۔ دن میں سینکڑوں مرتبہ درود شریف پڑھتے ہیں۔ ذرا اسی درود پر غور کرو کہ اللھم صل علی محمد وعلی آل محمد کما صلیت علی ابراھیم وعلی آل ابراھیم انک حمید مجید یعنی اے اللہ جو رحمتیں برکتیں ابراہیم اور اسکی اولاد کو دی تھیں وہی محمد صلے اللہ علیہ وسلم کو بھی دے ابراہیم کی اولاد کو کیا ملا تھا یہی کہ دینی اور دنیوی بادشاہت۔ دینی بادشاہت نبوت ہی ہے جو کہ ابراہیم کی اولاد کو ملی تو جب مسلمان ایک دن میں کروڑوں مرتبہ ابراہیمی برکات محمد صلی اللہ علیہ وسلم اور آپ کی اولاد

کے لئے طلب کرتے ہیں۔ تو پھر یہ کس طرح ہو سکتا ہے کہ جو خدا مجیب الدعوات ہے۔ وہ اس پکار کو سنے مگر جواب نہ دے پس معلوم ہوا کہ نبوت ہاں غیر تشریعی نبوت جاری ہے اور جاری رہے گی اور حضرت اقدس کا بھی یہی دعویٰ ہے۔ کہ آپ امتی نبی ہیں۔

بلقیس! کیا مطیع بھی نبی ہو سکتا ہے۔ اگر ہو سکتا ہے۔ تو ثبوت دیجئے۔

ناصرہ! قرآن پاک میں آتا ہے۔ انا انزلنا التوراۃ فیھا ھدی و نورا یحکم بھا النبیون یعنی ہم نے تورات نازل کی اس میں ہدایت اور نور تھا۔ اور اس کے مطابق انبیاء فیصلہ کرتے تھے۔ اب دیکھیئے کہ تورات کے بعد کتنے نبی ہوئے وہ سب تورات یعنی موسوی سلسلہ کے تابع تھے حضرت عیسیٰ بھی ان ہی میں شامل ہیں۔ یعنی وہ بھی موسوی سلسلہ کے پابند تھے محمدی سلسلہ موسوی سلسلہ کا مشابہہ ہے۔ جس طرح موسوی امت میں مسیح ابن مریم پیدا ہوا تھا۔ اسی طرح محمدی امت میں مسیح محمدی پیدا ہو گیا کہ موسوی اور محمدی سلسلہ کی مشابہت پوری ہو گئی مگر جس طرح محمدی سلسلہ موسوی سے بڑھ کر ہے۔ اسی طرح محمدی مسیح موسوی مسیح سے بڑھ کر ہے۔

ناصرہ کی اس تقریر کے اختتام پر بلقیس کچھ بولنا چاہتی تھی۔ مگر محمودہ نے اسے یہ کہہ کر کہ تم ہٹ دھرمی سے کام نہ لو ناصرہ کے دلائل پختہ ہیں۔ اور اب دیر کافی ہو گئی ہے۔ اس لئے اب گھر چلنا چاہیئے بلقیس کو خاموش کر دیا۔ بلقیس اسی گفتگو سے متاثر تو تھی لیکن پہلے ہی دن ناکامی کا منہ دیکھنا پڑا اس لئے قدرے شرمندہ تھی۔ محمودہ کا چلنے کا ارادہ سنکر فوراً ناصرہ سے اجازت لی۔ ناصرہ نے اسے رخصت کرتے ہوئے۔ آیت خاتم النبین کی تفسیر پہ لکھے ہوئے ٹریکٹ اور چند ایک کتب برائے مطالعہ دیں اور انہیں بغور پڑھنے کی نصیحت کی۔ بلقیس نے بھی انہیں ضرور پڑھنے کا وعدہ کر کے لے لیا اور دونوں بہنیں محمودہ اور بلقیس رخصت ہو گئیں اور دوسرے دن وفات مسیح کے متعلق بحث کرنے کا وعدہ کر گئیں

(احمدی بیگم زہرہ بنت شیخ فضل حق صاحب قادیان)

Digitized by Khilafat Library Rabwah

جلسہ سالانہ اور احمدی خواتین

ہمارے سالانہ اجتماع میں صرف چند دن باقی رہ گئے ہیں جلسہ سالانہ کی بنیاد حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے خود اپنے ہاتھ سے رکھی تھی۔ اور ہمارا فرض ہے۔ کہ آپ کی اٹھائی ہوئی بنیادوں کی تکمیل میں پوری ہمت اور سرگرمی سے لگی رہیں۔ آپ کی غرض اس سالانہ اجتماع کی بنیاد ڈالنے سے یہ تھی۔ کہ تا ہماری جماعت کے لوگ بہ نیت استفادہ ضروریات دین و مشورہ اعلائے کلمۃ الاسلام اکٹھے ہوا کریں۔ سو الحمد للہ یہی پاک مقصد اب تک اس اجتماع میں ہمارے مدنظر ہے۔ استفادہ ضروریات دین اور اعلائے کلمۃ الاسلام یہ دونوں وہ پاک اغراض ہیں۔ جن کے لئے قرون اولیٰ کے پاک لوگوں نے اپنی زندگیاں وقف کر رکھی تھیں۔ اور ہر قسم کی تکالیف و مشکلات کو اٹھا کر ان اغراض کے حصول میں لگے رہتے تھے۔ جب سے مسلمانوں نے ان پاک مقاصد کو اپنی نظروں سے پرے ہٹا دیا۔ اسی وقت سے ان کے مصائب کا بھی آغاز ہوا۔ انہوں نے تو آرام طلبی کے لئے اس مشکل راہ کو چھوڑنا چاہا تھا۔ مگر اس کو چھوڑ کر انہیں بہت بڑی بڑی مشکلات اٹھانی پڑیں۔ اور دنیا میں ان کی سلطنت ان کی شوکت ان کی عزت سب کچھ اعلائے کلمۃ الاسلام کے

Digitized by Khilafat Library Rabwah

مقصد عالی کو چھوڑنے کے ساتھ ہی رخصت ہو گئے۔ پس یہ نہایت ہی تنگدلی اور ناسمجھی کے خیالات ہیں۔ جو دلوں میں ایسے وساوس پیدا ہوتے ہیں۔ کہ سالانہ جلسہ پر ہمارا اس قدر روپیہ خرچ ہو جائے گا۔ یا سفر میں ایسی ایسی تکالیف پیش آئیں گی۔ خدا کی راہ میں ان باتوں کو خوشی سے برداشت کرنا سیکھو۔ تاکہ تمہارے اندر ایک روح پیدا ہو کر دنیا کو اسلام کی طرف کھینچے۔ گو آجکل دنیا میں بھی جو لوگ کام کرنا چاہتے ہیں۔ وہ بھی اس اجتماع کے اصول کو سمجھ کر اس پر عمل پیرا ہوئے ہیں۔ مگر میں آپ کو سچ سچ کہتی ہوں کہ ہمارے آقا نے ہمارے لئے اس سالانہ اجتماع میں شمولیت کو دنیا کے لوگوں کی تقلید میں ضروری قرار نہیں دیا۔ بلکہ اللہ تعالے نے اس راہ پر چلایا۔ اب ہم اپنی آنکھوں سے دیکھتی ہیں۔ کہ ہر سال ہمارا سالانہ اجتماع کس قدر برکات کا موجب ہوتا ہے۔ بات صرف یہ ہے۔ کہ جب تک تم اس پاک نیت کو لے کر آتی ہو۔ جس پر حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے بنیاد ڈالی تھی۔ تو تمہارا ایک ایک قدم اللہ کی راہ میں اٹھتا ہے اور اللہ تعالے کبھی اخلاص سے اٹھائے ہوئے قدم کو ضائع نہیں کرتا۔ ہاں اگر استفادہ ضروریات دین اور اعلائے کلمۃ الاسلام چھوڑ کر ادھر کا رخ کرو۔ تو بے شک تم نے اپنا وقت ضائع کیا۔ اور تکلیف بھی ناحق اٹھائی۔ مگر ہم پر کس قدر خدا کا فضل ہے۔ کہ اس دوہری غرض کو پورا کرنے کے لئے اس نے کس قدر اچھا سامان عطا فرمایا ہے۔ یعنی ایک طرف حضرت خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالے بنصرہ العزیز کے پاک وجود سے ضروریات دین کے استفادہ کا کہیں اچھا موقع دیا ہے جس سے بہتر اور مخلص ناصح دنیا میں تمہیں کہیں نہیں مل سکتا۔ اور دوسری طرف اعلائے کلمۃ الاسلام کی جو عملی صورتیں ہیں۔ ان کے متعلق اس سالانہ اجتماع میں تمہیں غور اور مشورہ کرنے کا موقعہ سلسلہ کے کاروبار کو دیکھ کر اور اس کی گزشتہ کارروائی کو سنکر کیسا اچھا ملتا ہے۔ غرضیکہ تمہاری دونوں ضروریات جو ایک سچے مسلمان کے مقاصد میں سے سب سے اول ہونی چاہئیں۔ کس احسن طریقہ سے پوری ہو رہی ہیں۔ جو ہماری بہنیں اکثر قادیان آتی رہتی ہیں وہ یہاں آنے کے فوائد کو خوب سمجھتی ہیں۔ مگر بہت سی ایسی ہیں۔ کہ انہیں سال میں اگر کوئی یہاں تک آنے کا موقعہ مل سکتا ہے۔ تو یہی سالانہ اجتماع کا موقعہ ہے۔ پس میری ہر جگہ کی مخلص بہنوں کی خدمت میں درخواست ہے۔ کہ وہ دوسری بہنوں کو اس نیک کام میں شمولیت کے لئے تحریک کریں۔ بعض بہنوں کو کئی سال یہاں آئے گزر گئے ہوں گے۔ ان کو خوب سمجھ لینا چاہئے۔ کہ اس طرح سلسلہ سے ایک قسم کی اجنبیت سی دل میں پیدا ہوتی چلی جاتی ہے جس کا اثر گو پہلے کھلا کھلا محسوس نہ ہو۔ مگر تھوڑے دنوں میں طبیعت کا رنگ بدل جاتا ہے۔ اس لئے سال میں ایک بار اس تعلق کو سالانہ اجتماع کی شمولیت کے رنگ میں ضرور تازہ کرنا چاہئے۔

میری بہنو! اللہ تعالیٰ نے ہمارا یہ اجتماع ایک خاص غرض کے لئے قائم کیا ہے۔ اور ہم پر ایک نہایت ہی اہم ذمہ واری کا کام ڈالا گیا ہے۔ ہماری ذمہ واری دوسرے لوگوں کے برابر نہیں۔ کہ اگر ہم خاموشی سے اپنے چند متعلقین کا پیٹ بھر دینے کا سامان کر دیں تو ہماری غرض حاصل ہو گئی۔ نہیں بلکہ اس زمانہ میں اسلام کو دنیا کے چاروں کونوں میں پہنچانے

Digitized by Khilafat Library Rabwah

کا کام اس سلسلہ کے ذمہ ڈالا گیا ہے۔ اب غور کرو۔ اس ذمہ واری کو کہاں تک تم نے سمجھا ہے۔ اور ابھی کونسا حصہ اس کا پورا کیا ہے۔ جو سست ہیں وہ خدا کے لئے سستی کو چھوڑیں۔ ورنہ ایسا نہ ہو کہ اس ذمہ واری کے ناقابل سمجھ کر خدا کا ہاتھ انہیں الگ کر دے

پس اس سالانہ جلسہ میں شمولیت کے لئے اپنی بہنوں کی خدمت میں عرض کرتی ہوں۔ کہ وہ دل میں شوق اور تڑپ لے کر آئیں۔ اور اگر کوئی مشکل نظر آوے تو اس پر غالب آنے کے لئے اپنی ہمت کو بلند کریں۔ بہت سی بہنیں چھوٹے چھوٹے عذروں کی وجہ سے اس بابرکت اجتماع میں شمولیت سے محروم رہ جاتی ہیں۔ میری بہنو۔ چھوٹی اغراض کو بڑے مقاصد پر قربان کرنا سیکھو۔ جب تک اس گر کو ہاتھ میں لے کر کام نہ کروگی۔ کامیابی کا منہ دیکھنا نصیب نہ ہوگا۔ یاد رکھو دنیا کی ہر ایک غرض دین کے مقاصد کے سامنے ایک حقیر چیز ہے۔ کیا ایک سال میں پانچ سات یا دس دنوں کے لئے تم اپنے گھروں کو نہیں چھوڑ سکتیں۔ اور ایک نہایت خفیف حصہ اپنے مال کا اللہ کی راہ میں خرچ نہیں کر سکتیں

جب تم ان باتوں کو مانتی ہو۔ تو عملی طور پر ان کو کر کے دکھاؤ۔ ورنہ خالی مان لینے سے کوئی فائدہ نہیں۔ موت ہر وقت سامنے کھڑی ہے کون جانتی ہے۔ کہ جب وہ ایک نیکی کا موقعہ ہاتھ سے کھوئے گی تو اس کے کفارہ کے لئے دوسرا موقعہ ملے گا بھی یا نہیں۔

پس جو موقعہ ملتا ہے۔ اسے غنیمت سمجھ کر اس سے فائدہ اٹھاؤ اور اللہ تعالیٰ سے دعا کرو۔ کہ وہ کسی مشکل کو تمہاری راہ میں روک نہ ہونے دے آمین۔ نعیمہ نزہت بنت ماسٹر مولا بخش صاحب۔ دینیات کلاس درجہ ثالثہ

میں ایک ڈاکٹر کی بیٹی

اور

دوسرے ڈاکٹر کی بیوی ہوں

اس وجہ سے میں نے خود بھی ہومیوپیتھک تعلیم حاصل کی ہے ہومیوپیتھک علاج سے پیچیدہ امراض درست ہو جاتے ہیں مستورات اور بچوں کے لئے بے مثل علاج ہے۔ ہسٹریا اور سیلان الرحم کے لئے مجھ سے مشورہ کریں۔ یا علاج کرائیں۔ میرے پاس خاص خاص مجربات موجود ہیں۔ خط و کتابت سے معلوم کریں۔ لیکن جواب کے لئے ٹکٹ آنا ضروری ہے۔ فقط

مسز ڈاکٹر بشیر احمد احمدی طلاق محل کانپور

خوبصورتی کی لاثانی اور اکسیر دوا

بیوٹرین رجسٹرڈ

نکھارنے والی مستقل خوشبو

کیل چھائیوں سیاہ داغوں خارش اگزیما

اور

جلدی جراثیمی امراض کا مکمل علاج

گورنمنٹ کیمیکل اگزامینر کی ٹیسٹ شدہ ہے

اپنے شہر کے انگریزی دوا فروش اور اچھے جنرل مرچنٹ سے طلب کریں

قیمت فی شیشی پندرہ آنے

بیگم نواب محمد علی خان صاحب مالیر کوٹلہ

بیوٹرین رجسٹرڈ

کے متعلق تحریر فرماتی ہیں۔

بیوٹرین جو کیل چھائیوں اور بدنما داغوں کو دور کرنے کے لئے تیار کی گئی ہے۔ ایک اچھی خوشبودار کریم ہے۔

وی پی منگانے کا پتہ۔ اے جہانگیر جی بیوٹرین ایجنٹ سناگسٹ جالندھر شہر۔ پنجاب

Digitized by Khilafat Library Rabwah

وصیتیں

نوٹ: وصایا منظوری سے پہلے شائع کی جاتی ہیں تاکہ اگر کسی کو کوئی اعتراض ہو تو دفتر کو اطلاع کردے۔

نمبر ۵۷۲۷ منکہ آمنہ خاتون زوجہ ابو منذر محمد بہاؤ الحق صاحب قوم پٹھان عمر ۲۱ سال پیدائشی احمدی ساکن قادیان بقائمی ہوش وحواس بلاجبر واکراہ آج بتاریخ ۱۲۔ ماہ اخاء ۱۳۱۹ھش حسب ذیل وصیت کرتی ہوں۔ میرے پاس اسوقت کوئی غیر منقولہ جائداد نہیں۔ منقولہ جائداد سے اسوقت میرے پاس پندرہ تولہ گنی سونا کے زیورات موجود ہیں۔ اس طرح میرا حق مہر ایک ہزار روپیہ ہے جو ابھی میرے شوہر کے ذمہ قابل ادا ہے۔ علاوہ اس کے میرے خاوند کی طرف سے مجھے پندرہ روپے ماہوار جیب خرچ کے ملتے ہیں۔ نیز اسوقت میرے پاس دو سو روپے نقد موجود ہے۔ میں اپنی تمام جائداد کے ۱/۱۰ حصہ کی وصیت بحق صدر انجمن احمدیہ قادیان کرتی ہوں۔ اور اگر میرے مرنے کے بعد میری کوئی منقولہ یا غیر منقولہ جائیداد ثابت ہوگی۔ تو اس کے بھی ۱/۱۰ حصہ کی مالک صدر انجمن احمدیہ قادیان ہوگی۔ نیز اگر میری آمد میں کبھی کمی بیشی ہوئی۔ تو اسکی اطلاع دفتر مقبرہ بہشتی قادیان میں فوراً کردی جائے گی۔ الامتہ آمنہ خاتون۔ گواہ شد ابو الہاشم خان قادیان بحروف انگریزی والد موصیہ گواہ شد ایم۔ این۔ ایم بہاؤ الحق بحروف انگریزی خاوند موصیہ اسسٹنٹ انکم ٹیکس آفیسر کلکتہ۔

نمبر ۵۷۲۵ سلیمہ عنایت زوجہ ملک عنایت اللہ صاحب قوم ساہی جٹ عمر ۱۹ سال پیدائشی احمدی ساکن قادیان بقائمی ہوش وحواس بلاجبر واکراہ آج بتاریخ ۸ ش ۱۳۱۹ھ حسب ذیل وصیت کرتی ہوں۔ میری وفات کے وقت جس قدر میری جائداد ثابت ہو۔ اس کے دسویں حصہ کی مالک صدر انجمن احمدیہ قادیان ہوگی۔ اگر میری زندگی میں کوئی رقم یا کوئی جائداد خزانہ صدر انجمن احمدیہ قادیان میں بعد وصیت داخل یا حوالہ کروں تو ایسی رقم یا ایسی جائداد کی قیمت حصہ وصیت کردہ سے منہا کردی جائے گی۔ میری کل جائداد موجودہ حسب ذیل ہے بنفیسان طلائی قیمتی ۸۵/۰ روپے لاکٹ طلائی قیمتی ۵۵/۰ سوئی طلائی قیمتی ۱۷/۰۔ انگوٹھیاں ۳ عدد طلائی قیمتی ۳۵/۰۔ کانٹے طلائی قیمتی ۵/۰ روپے کلپ طلائی قیمتی ۲۸/۰ روپے علاوہ اس کے مبلغ تین سو ساٹھ روپے حق مہر میرے خاوند کے ذمہ بقایا ہے۔ کل ۶۲۵/۰ روپے۔ اس جائداد کے دسویں حصہ کی وصیت بھی صدر انجمن احمدیہ قادیان کے حق میں کرتی ہوں۔ العبدہ سلیمہ عنایت بقلم خود گواہ شد عنایت اللہ سلیم کلرک نہر ڈیرہ غازیخان گواہ شد حکیم عطاء الہی بقلم خود قادیان گواہ شد محمد عبد اللہ بوتالوی دار البرکات قادیان۔

نمبر ۵۷۳۰ منکہ سارہ بیگم بنت عبد الحمید صاحب قوم چوہان عمر ۲۰ سال پیدائشی احمدی ساکن لاہور حال قادیان بقائمی ہوش وحواس بلاجبر واکراہ آج بتاریخ یکم اخاء ۱۳۱۹ھش حسب ذیل وصیت کرتی ہوں۔ میری اسوقت کوئی جائداد منقولہ وغیر منقولہ نہیں ہے۔ مجھے اسوقت اپنے والد صاحب محترم کی طرف سے مبلغ پانچ روپے بطور جیب خرچ کے ملتے ہیں۔ اس لئے میں اپنے موجودہ جیب خرچ میں سے ۱/۱۰ حصہ کی وصیت بحق صدر انجمن احمدیہ قادیان کرتی ہوں۔ اگر میرے مرنے کے بعد کوئی جائداد ثابت ہو۔ تو اس کے بھی ۱/۱۰ حصہ کی صدر انجمن احمدیہ قادیان مالک ہوگی۔ الامتہ سارہ بیگم گواہ شد عبد الحمید ریلوے آڈیٹر والد موصیہ گواہ شد محمد احسن خان بیت الرحیم دار الرحمت قادیان۔

نمبر ۵۷۳۱ ناصرہ بیگم بنت ڈاکٹر محمد حسن خان صاحب مرحوم قوم پٹھان پیدائشی احمدی ساکن قادیان بقائمی ہوش وحواس بلاجبر واکراہ آج بتاریخ ۲۔ اکتوبر ۱۹۴۰ء حسب ذیل وصیت کرتی ہوں۔ میری جائداد اس وقت میرا زیور مبلغ پانسو پچیس ۵۲۵/۰

Digitized by Khilafat Library Rabwah

روپے کا ہے۔ جو میری والدہ نے مجھے دے دیا ہے۔ میں اس کے ۱/۳ حصہ کی وصیت بحق صدر انجمن احمدیہ قادیان دار الامان کرتی ہوں اس کے علاوہ میری وفات کے وقت اگر کوئی اور جائداد ثابت ہوئی۔ تو اس کے بھی ۱/۳ حصہ کی مالک صدر انجمن احمدیہ قادیان ہوگی الامۃ۔ ناصرہ بیگم بقلم خود گواہ شد عبد الحمید آڈیٹر لاہور گواہ شد محمد احسن خان بیت الرحیم دار الرحمت

نمبر ۵۷۳۵ منکہ امۃ اللہ بیگم زوجہ ڈاکٹر محمد حسین خان صاحب قوم قریشی عمر ۲۵ سال تاریخ بیعت دسمبر ۱۹۳۸ء ساکن پشاور حال قادیان بقائمی ہوش وحواس بلا جبر واکراہ آج بتاریخ ۲۔ اکتوبر ۱۹۴۰ء حسب ذیل وصیت کرتی ہوں۔

میری موجودہ جائداد حسب ذیل ہے۔ زیور ۳ تولہ دس ماشے ہے۔ مہر مبلغ ڈیڑھ ہزار روپیہ جو ابھی بذمہ خاوند ہے۔ ایک مشین سنگر قیمتی ۱۰۵/۰ روپے ہے۔ اس کے علاوہ مجھے اپنے خاوند کی طرف سے ۵/۰ روپے ماہوار جیب خرچ ملتا ہے۔ اس کے سوا میری اور کوئی ذاتی آمدنی نہیں ہے۔ میں اپنی جائداد کے دسویں حصہ کی وصیت بحق صدر انجمن احمدیہ قادیان کرتی ہوں۔ میں اپنی ماہوار آمد کا بھی دسواں حصہ تازیست صدر انجمن احمدیہ قادیان کو ادا کرتی رہوں گی۔ اور اگر میری جائداد میں کوئی اضافہ ہوگا۔ تو اس کے بھی ۱/۱۰ حصہ کی مالک صدر انجمن احمدیہ قادیان ہوگی۔ اسی طرح اگر میری ماہوار آمد میں کوئی اضافہ ہوگا۔ تو میں اس کا بھی دسواں حصہ صدر انجمن احمدیہ قادیان کو ادا کرتی رہوں گی۔ نیز میری وفات پر میری کوئی جائداد ثابت ہو تو اس کے بھی ۱/۱۰ حصہ کی مالک صدر انجمن احمدیہ قادیان ہوگی۔ الامۃ امۃ اللہ بیگم بقلم خود گواہ شد عبد الحمید ریلوے آڈیٹر۔ گواہ شد محمد احسن خان بیت الرحیم دار الرحمت قادیان

طبیہ عجائب گھر قادیان

کے

تحائف

حسن افزا یہ پاؤڈر بے نظیر شے ہے۔ چہرے کی خوبصورتی کو بڑھاتا ہے کیل چھائیاں۔ داغ۔ جھائیں اور سیاہی کو دور کرتا ہے۔ قیمت ۸/ فی شیشی

صندل پاؤڈر مستورات کے ایام ماہواری کے تمام نقائص کو دور کرتا ہے۔ خون صالح پیدا کرنے اور معدہ کو درست کرنے میں از حد مفید ہے۔ بالخصوص عورتوں کے ضعف کو دور کرتا ہے۔ قیمت ۲/ تولہ صندل پاؤڈر قلب الحجر والا ۸/ فی تولہ یہ کثرت خون کو دور کرتا ہے

اکسیر اٹھرا۔ یا گود ہری جن مستورات کے اولاد نہ ہوتی ہو۔ یا جن کی اولاد بچپن میں ہی داغ مفارقت دیجاتی ہو۔ ان کے لئے یہ گولیاں نعمت ہیں۔ یہ حضرت حکیم مولوی نور الدین رضی اللہ عنہ طبیب شاہی ریاست جموں وکشمیر کا نسخہ ہے۔ قیمت ایک روپیہ فی تولہ۔ مکمل خوراک گیارہ تولہ دس روپیہ گرم مزاج مستورات کیلئے جو گولیاں مناسب ہیں ان کی قیمت ۱۲/ فی تولہ مکمل خوراک گیارہ تولہ آٹھ روپیہ۔

دوائی لیکوریا۔ یا دُرِ دل افزاء یہ دوائی عقیق اور سچے موتی کے کشتہ جات سے تیار کی گئی ہے لیکوریا (سیلان الرحم) کیلئے نہایت مفید ہے ۱۲ یوم کی خوراک صرف ایک روپیہ آٹھ آنہ

قلب الحجر اسے پتھر کا جو بھی کہتے ہیں۔ یہ چیز مختلف نسوانی امراض مثلاً بانجھ پن وغیرہ کے لئے بہت نافع ہے۔ جن مستورات کے ہاں صرف لڑکیاں ہی لڑکیاں پیدا ہوتی ہوں۔ یا جنکی اولاد مرجاتی ہو۔ ان کیلئے بہت مفید ہے

ملنے کا پتہ **طبیہ عجائب گھر قادیان**

(الحمن صاحب قادیانی پرنٹر و پبلشر نے اللہ بخش سٹیم پریس قادیان میں چھاپ کر مالکان کے لئے قادیان سے شائع کیا)